فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۵۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کو صوت وحروف سے کلام کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو صوت وحروف سے تکلم کیا ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کلام کیا اور جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سنا اور جبریل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ بَيْنَ الْعُقَلَاءِ عَلٰى كَوْنِ الْكَلَامِ حَرْفًا وَصَوْتًا.

''علوم عقلیہ کے ماہرین کا اجماع ہے کہ کلام حروف اور صوت (آواز) پر مشتمل ہوتا ہے۔''

(رِسالة السّجزي، ص 118)

قرآن بھی اللہ کا کلام ہے، لہٰذا لامحالہ اللہ تعالیٰ نے اسے صوت وحروف سے کلام کیا ہے، ورنہ اسے کلام نہیں کہا جا سکتا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ.

''جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ کرتا ہے، تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی

اطاعت گزاری میں اپنے پروں کو مارتے ہیں۔''

(صحيح البخاري :4701)

۞ امام بخاری رحمہ اللہ (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَادِي بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ ...... وَفِي هَذَا دَلِيلٌ أَنَّ صَوْتَ اللّٰهِ لَا يُشْبِهُ أَصْوَاتَ الْخَلْقِ، لِأَنَّ صَوْتَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ يُسْمَعُ مِنْ بُعْدٍ كَمَا يُسْمَعُ مِنْ قُرْبٍ، وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصْعَقُونَ مِنْ صَوْتِهِ .

''بے شک اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ ندا لگاتا ہے، جسے قریب و بعید والے سب سنتے ہیں۔......اس میں دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو قریب سے بھی سنا جاتا ہے اور دور سے بھی، نیز فرشتے اللہ تعالیٰ کی آواز سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔''

(خلق أفعال العباد، ص 98)

۞ امام قوام السنہ، اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَوْلٌ يُسْمَعُ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا قول ہے، جسے سنا جا سکتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، جو حروف پر مشتمل ہوتی ہے)۔''

(شرح صحيح البخاري : 586/4)

۞ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

''جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے، تو آسمان والے فرشتے سنتے ہیں۔''

(التّوحید لابن خزیمة :351/1، وسندہٗ صحیحٌ)

جہمیہ، متکلمین میں سے معتزلہ، کلابیہ، اشاعرہ سارے کے سارے قرآن کریم کے حقیقی کلام ہونے میں گمراہ ہیں اور عقیدہ اہل سنت سے منحرف ہیں۔

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعد والوں پر فضیلت حاصل ہے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا، تمام صحابہ جنتی ہیں، سب مغفور و مرحوم ہیں۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَهُمْ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْآثَارِ عَلٰى تَقْدِيمِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَوَلِّي عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَجَمَاعَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرِ مَحَاسِنِهِمْ وَنَشْرِ فَضَائِلِهِمْ وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يَجُوزُ عِنْدَنَا خِلَافُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ .

''اہل سنت والجماعت یعنی فقہا و محدثین کا مذہب ہے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ پر مقدم کیا جائے، عثمان و علی رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی جائے، ان کے محاسن کو ذکر کیا جائے، فضائل کو نشر کیا جائے اور ان کے لیے استغفار کی جائے۔ یہی حق ہے، ہمارے نزدیک اس کی مخالف جائز نہیں، والحمد للہ!''

(الاستذکار : 110/5)

سوال: گناہوں کے بارے میں اہل سنت کا کیا مذہب ہے؟

(جواب): اسلاف اُمت، صحابہ و تابعین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، یہ بڑھتا گھٹتا ہے، نیکیوں سے اس میں اضافہ اور برائیوں سے اس میں کمی ہوتی ہے، البتہ ہر برائی سے کمی ایک جیسی نہیں ہوتی، بلکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم ہو جاتا ہے، جیسے شرک، اللہ کو گالی دینا، نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی وغیرہ، جبکہ بعض گناہوں سے ایمان بالکل ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس میں کمی ہو جاتی ہے، ان میں سے بعض کبیرہ ہیں اور بعض صغیرہ، صغیرہ تو کبیرہ سے بچنے کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں، لیکن کبیرہ کے لیے توبہ ضروری ہے۔ گناہ ہوتے تو کفر کے شعبہ جات ہی ہیں، لیکن ہر گناہ سے انسان کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنْ لَيْسَ كُلُّ مَنْ قَامَ بِهٖ شُعْبَةٌ مِنْ شُعَبِ الْكُفْرِ يَصِيرُ كَافِرًا الْكُفْرَ الْمُطْلَقَ، حتّٰى تَقُومَ بِهٖ حَقِيقَةُ الْكُفْرِ، كَمَا أَنَّهٗ لَيْسَ كُلُّ مَنْ قَامَ بِهٖ شُعْبَةٌ مِنْ شُعَبِ الْإِيمَانِ يَصِيرُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَقُومَ بِهٖ أَصْلُ الْإِيمَانِ وَحَقِيقَتُهٗ.

''کفر کے ہر شعبہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا، (بلکہ اس وقت تک کافر نہیں ہوگا) جب تک اس میں کفر کی حقیقت نہ پائی جائے، اسی طرح ہر شعبہ ایمان کی وجہ سے آدمی مومن نہیں بنتا، جب تک اس میں اصل ایمان اور اس کی حقیقت نہ پائی جائے۔''

(اقتضاء الصّراط المُستقيم :237/1)

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ گناہوں میں سے بعض صغیرہ ہیں اور بعض کبیرہ

ہیں۔قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں۔گناہ کبیرہ کے مرتکب کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے، وہ چاہے، تو اپنے عدل کے ساتھ اسے عذاب دے اور چاہے، تو اپنے عفو وفضل کے ساتھ اسے معاف کر دے۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلذُّنُوبُ تَنْقَسِمُ إِلٰى صَغَائِرَ وَكَبَائِرَ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَإِجْمَاعِ السَّلَفِ وَبِالْاِعْتِبَارِ.

''گناہوں کی صغائر وکبائر میں تقسیم قرآن، سنت، اجماع سلف اور قیاس سب دلائل سے ثابت ہے۔''

(مَدارج السّالكين :321/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ وَالْأَئِمَّةِ، عَلٰى أَنَّ مِنَ الذُّنُوبِ كَبَائِرَ وَصَغَائِرَ.

''قرآن، حدیث اور صحابہ، تابعین اور پوری امت کا اجماع ہے کہ گناہ صغائر اور کبائر میں تقسیم ہیں۔''

(الجواب الكافي :125/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

ذَهَبَ الْجَمَاهِيرُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ إِلَى انْقِسَامِ الْمَعَاصِي إِلٰى صَغَائِرَ وَكَبَائِرَ وَهُوَ مَرْوِيٌّ أَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَدْ تَظَاهَرَ عَلٰى ذٰلِكَ

دَلَائِلُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاسْتِعْمَالُ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَخَلَفِهَا .

''جمہور متقدمین ومتاخرین گناہوں کی صغیرہ وکبیرہ پر تقسیم کے قائل ہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے، اس پر کتاب وسنت کے دلائل اور سلف وخلف کی تصریحات واضح ہیں۔''

(شرح صحیح مسلم: 85/2)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا﴾ (النّساء: ۳۱)

''اگر تم ان بڑے بڑے (گناہوں) سے بچو گے، جن سے تم کو منع کیا گیا ہے، تو ہم تم سے تمہاری برائیاں (صغیرہ گناہ) دور کر دیں گے اور تمہیں باعزت دخول (جنت) عطا کریں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾ (النّجم: ۳۲)

''وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، ہاں صغیرہ (گناہ) ہو جاتے ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمْعَةُ إِلَى الْجُمْعَةِ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ، مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .

''جب کبیرہ گناہوں سے بچے، تو پانچ نمازیں، جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے

رمضان اپنے درمیان کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔''

(صحيح مسلم : 233)

کبیرہ وصغیرہ کی تعریف:

❁ سب سے جامع تعریف یہ ہے:

''ہر وہ گناہ کبیرہ ہے، جن کے بارے میں اللہ نے اپنے غضب، لعنت، عذاب یا آگ کی وعید سنائی ہے۔''

یہی تعریف وہ قاعدہ وقانون بتاتی ہے جو ہر طرح کے اشکالات سے پاک ہے، کیونکہ اس کے تحت نصوص سے ثابت ہونے والے تمام کبیرہ گناہ آتے ہیں، نیز یہ سلف صالحین، صحابہ وتابعین اور ائمہ کرام سے منقول ہے۔

❁ سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی : ﴿نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ (النساء : ۳۱) ''ہم تم سے تمہاری برائیاں دور کر دیں گے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الصَّغَائِرُ.

''ان برائیوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 658/6، وسندهٗ حسنٌ)

کبیرہ گناہوں کی تعداد:

اہل علم کا صرف کبیرہ گناہ کی تعریف ہی میں اختلاف نہیں، بلکہ ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، کیا ان کی کوئی متعین تعداد ہے؟ اس بارے میں دو قول ہیں، بعض کے ہاں جن سے اللہ نے قرآن میں منع فرما دیا، وہ کبیرہ ہیں، جبکہ بعض کہتے ہیں، جن کی ممانعت کے ساتھ لعنت، غضب یا عذاب کی وعید موجود ہے، وہ کبیرہ ہیں، اور بعض کے نزدیک جن

پر دنیا میں حد یا آخرت میں وعید ہو، وہ کبیرہ ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اہل علم کا اس پر تو اتفاق ہے کہ گناہ کبیرہ وصغیرہ دونوں طرح کے ہوتے ہیں، البتہ ان کی تعریف اور تعداد میں اختلاف ہے۔

۞ عوف بن ابی جمیلہ اعرابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَامَ أَبُو الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيُّ عَلٰى حَلْقَةٍ أَنَا فِيهَا، فَقَالَ : إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ : الْكَبَائِرُ سَبْعٌ، وَقَدْ خِفْتُ أَنْ تَكُونَ الْكَبَائِرُ سَبْعِينَ أَوْ يَزِدْنَ عَلَى ذٰلِكَ .

''امام ابوالعالیہ ریاحی رحمہ اللہ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس کھڑے ہوئے، میں بھی ان میں موجود تھا، آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ وہ ستر یا اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔''

(تفسير الطّبري : 651/6، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْكَبَائِرَ فِيمَا بَيْنَ أَوَّلِ هٰذِهِ السُّورَةِ (سُورَةِ النِّسَاءِ) إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ : ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾(النساء : ٣١)

''صحابہ وتابعین سمجھتے تھے کہ کبیرہ گناہوں کا بیان سورہ النسا کے شروع سے لے کر آیت نمبر ۳۱ تک ہے۔''

(تفسير الطّبري : 642/6، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ زید بن اسلم رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

مِنَ الْكَبَائِرِ : الشِّرْكُ، وَالْكُفْرُ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ الْأَوْلَادِ، وَمَنْ دَعَا لِلّٰهِ وَلَداً أَوْ صَاحِبَةً، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ، وَالْقَوْلِ الَّذِي لَا يَصْلُحُ مَعَهٗ عَمَلٌ، وَأَمَّا كُلُّ ذَنْبٍ يَصْلُحُ مَعَهٗ دِينٌ، وَيُقْبَلُ مَعَهُ عَمَلٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغْفُو السَّيِّئَاتِ بِالْحَسَنَاتِ .

''کبیرہ گناہوں میں سے بعض یہ ہیں؛ شرک، اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کا انکار، جادو، اولاد کا قتل، اللہ کے لیے اولاد یا بیوی کا اثبات وغیرہ، نیز وہ اقوال جن کی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا۔ البتہ جن گناہوں کے باوجود دین سلامت اور عمل قبول ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے بدلے میں معاف کرتا رہتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 934/3، وسندهٗ حسنٌ)

۞ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّأَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيئَتُهٗ﴾ (البقرة : ٨١) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

الْكَبِيرَةُ الْمُوجِبَةُ .

''کبیرہ گناہ (جہنم کو) واجب کرنے والے ہوتے ہیں۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 159/1، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ

لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النّساء : ٤٨) سے مراد کبیرہ گناہوں سے بچنے والے مسلمان ہیں۔

(تفسير الطّبري : 10434، وسندهٗ حسنٌ)

مرتکب کبیرہ کا حکم:

یہ ایسا موضوع ہے، جس میں بہت سے لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے، ان کے اذہان مضطرب ہو گئے اور وہ ہدایت سے دور ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کتاب وسنت کو سمجھا نہیں اور اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے ہدایت سے اعراض کر بیٹھے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ خِلَافٍ حَدَثَ فِي الْمِلَّةِ فِي الْفَاسِقِ الْمِلِّيِّ : هَلْ هُوَ كَافِرٌ أَوْ مُؤْمِنٌ؟ فَقَالَتِ الْخَوَارِجُ : إِنَّهٗ كَافِرٌ، وَقَالَتِ الْجَمَاعَةُ : إِنَّهٗ مُؤْمِنٌ، وَقَالَتْ طَائِفَةُ الْمُعْتَزِلَةِ : هُوَ لَا مُؤْمِنٌ وَلَا كَافِرٌ، مَنْزِلَةٌ بَيْنَ مَنْزِلَتَيْنِ، وَخَلَّدُوهُ فِي النَّارِ، وَاعْتَزَلُوا حَلَقَةَ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَأَصْحَابِهٖ، فَسُمُّوا مُعْتَزِلَةً، وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَلَمْ يُخْرِجُوهُ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يَحْكُمُوا عَلَيْهِ بِخُلُودٍ فِي النَّارِ، وَإِنَّمَا هُوَ فَاسِقٌ بِكَبِيرَتِهٖ مُؤْمِنٌ بِإِيمَانِهٖ، وَهُوَ تَحْتَ مَشِيئَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''امت میں پہلا اختلاف کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں ہوا کہ کیا وہ کافر ہے یا مومن، خوارج نے کہا: وہ کافر ہے، ایک جماعت (مرجیئہ) کے نزدیک وہ مومن ہے، جبکہ معتزلہ نے کہا کہ وہ نہ کافر ہے نہ مومن، بلکہ منزلہ بین المنزلتین ہے، انہوں نے اسے ہمیشہ جہنمی قرار دیا، اس طرح وہ حسن

بصری رحمہ اللہ اور اُن کے تلامذہ کی مجلس سے علیحدہ ہو گئے، اس وجہ سے انہیں معتزلہ کہا جاتا ہے۔ اہل سنت والجماعت نے مرتکب کبیرہ کو نہ اسلام سے خارج کیا اور نہ ان کو ہمیشہ کا جہنمی بتایا، بلکہ وہ اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور اپنے ایمان کی وجہ سے مومن ہے، اللہ کی مشیت کے تحت ہے۔''

(مَجموع الفتاوى: 183/3، لوامع الأنوار البَهيّة للسّفاريني :346/1)

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْمَسَائِلُ۔ أَعْنِي مَسَائِلَ الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ۔ مَسَائِلُ عَظِيمَةٌ جِدًّا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَلَّقَ بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ السَّعَادَةَ وَالشَّقَاوَةَ، وَاسْتِحْقَاقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَالْاخْتِلَافُ فِي مُسَمَّيَاتِهَا أَوَّلُ اخْتِلَافٍ وَقَعَ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الْخَوَارِجِ لِلصَّحَابَةِ، حَيْثُ أَخْرَجُوا عُصَاةَ الْمُوَحِّدِينَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِالْكُلِّيَّةِ، وَأَدْخَلُوهُمْ فِي دَائِرَةِ الْكُفْرِ، وَعَامَلُوهُمْ مُعَامَلَةَ الْكَفَّارِ، وَاسْتَحَلُّوا بِذٰلِكَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالَهُمْ، ثُمَّ حَدَثَ بَعْدَهُمْ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ وَقَوْلُهُمْ بِالْمَنْزِلَةِ بَيْنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَثَ خِلَافُ الْمُرْجِئَةِ، وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْفَاسِقَ مُؤْمِنٌ كَامِلُ الْإِيمَانِ .

''یہ (اسلام، ایمان، کفر اور نفاق کے مسائل) بہت عظیم مسائل ہیں، اللہ تعالیٰ نے سعادت وشقاوت اور جنت وجہنم کو انہی ناموں کے ساتھ معلق کر رکھا ہے،

ان کی حقیقت میں اختلاف اس امت میں پہلا اختلاف تھا، خوارج نے صحابہ کرام سے یہ اختلاف کیا کہ گناہ گار موحدین کو اسلام سے بالکل خارج کر دیا اور دائرہ کفر میں لے گئے، ان سے کفار جیسا معاملہ کیا، اس طرح انہوں نے مسلمانوں کا مال و جان لوٹنا حلال قرار دیا۔ اس کے بعد معتزلہ کا اختلاف سامنے آیا، انہوں نے "منزلہ بین المنزلتین" کی نئی منطق پیش کی، پھر مرجئہ کی نئی بات رونما ہوئی کہ فاسق کامل مومن ہے۔"

(جامع العُلوم والحِکَم :114/1)

اسلاف اُمت کا راستہ ہمیشہ کی طرح اس بارے میں درمیانہ ہے، انہوں نے نہ تو خوارج کی طرح گناہ گار کو اسلام سے خارج کیا اور نہ ہی مرجئہ کی طرح اسے کامل مومن کہا، اس طرح انہوں نے تمام نصوص شرعیہ پر عمل کیا۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ : أَنَّ فُسَّاقَ أَهْلِ الْمِلَّةِ لَيْسُوا مُخَلَّدِينَ فِي النَّارِ، كَمَا قَالَتْ الْخَوَارِجُ وَالْمُعْتَزِلَةُ، وَلَيْسُوا كَامِلِينَ فِي الدِّينِ وَالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ، بَلْ لَهُمْ حَسَنَاتٌ وَسَيِّئَاتٌ، يَسْتَحِقُّونَ بِهٰذَا الْعِقَابَ، وَبِهٰذَا الثَّوَابَ .

"خوارج اور معتزلہ کے برخلاف اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان گناہ گار ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، نہ ہی وہ دین، ایمان اور اطاعت میں کامل ہیں، بلکہ ان کی نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی۔ نیکیوں کی وجہ سے ثواب اور برائیوں کی وجہ سے عذاب کے حق دار ہوں گے۔"

(مَجموع الفتاوٰی : 679/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي أَنْ يُعْرَفَ أَنَّ الْقَوْلَ الَّذِي لَمْ يُوَافِقْ الْخَوَارِجَ وَالْمُعْتَزِلَةَ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ هُوَ الْقَوْلُ بِتَخْلِيدِ أَهْلِ الْكَبَائِرِ فِي النَّارِ، فَإِنَّ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْ الْبِدَعِ الْمَشْهُورَةِ، وَقَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَسَائِرُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُخَلَّدُ فِي النَّارِ أَحَدٌ مِمَّنْ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ، وَاتَّفَقُوا أَيْضًا عَلٰى أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ فِيمَنْ يَأْذَنُ اللّٰهُ لَهٗ بِالشَّفَاعَةِ فِيهِ مِنْ أَهْلِ الْكَبَائِرِ مَنْ أُمَّتِهٖ .

''یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اہل سنت والجماعت نے جس بات میں خوارج ومعتزلہ کی مخالفت کی ہے، وہ اہل کبائر کو ہمیشہ جہنمی کہنا ہے، اس نظریے کا بدعی ہونا معروف ہے۔ صحابہ، تابعین اور باقی ائمہ دین کا اجماع ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوا، وہ جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا، نیز اس بات پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اپنی اُمت کے ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کی شفاعت کریں گے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 222/7)

اس مسئلہ میں سلف صالحین نے بہت سے نصوص شرعیہ سے استدلال کیا ہے، چند دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

(النّساء : ٤٨)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا، جسے چاہے گا، معاف فرما دے گا۔''

❁ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَبَانَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَنَّ كُلَّ صَاحِبِ كَبِيرَةٍ فَفِي مَشِيئَةِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ عَلَيْهِ مَا لَمْ تَكُنْ كَبِيرَةً شِرْكًا بِاللّٰهِ .

''اس آیت نے واضح کر دیا کہ شرک کے علاوہ ہر گناہِ کبیرہ کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ہو گا، چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا اور چاہے گا، تو اسے سزا دے گا۔''

(تفسير الطّبري : 122/7)

❁ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ، وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟

قَالَ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ، عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ .

''میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ پر سفید کپڑا تھا، آپ سوئے ہوئے تھے، میں دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو (صدق دل سے) لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، پھر اسی پر مر جاتا ہے، تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ عرض کیا: اگر چہ وہ زنی کرے اور چوری کرے؟ فرمایا: ہاں! اگر چہ زنا کرے اور چوری کرے۔ تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے۔ (تیسری بار بطور محاورہ یہ بھی فرمایا:) خواہ ابوذر کا ناک خاک آلود ہو۔''

(صحيح البخاري : 5827، صحيح مسلم : 94)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ، فَهُوَ حُجَّةٌ لِمَذْهَبِ أَهْلِ السَّنَةِ : أَنَّ أَصْحَابَ الْكَبَائِرِ لَا يُقْطَعُ لَهُمْ بِالنَّارِ، وَأَنَّهُمْ إِنْ دَخَلُوهَا أُخْرِجُوا مِنْهَا، وَخُتِمَ لَهُمْ بِالْخُلُودِ فِي الْجَنَّةِ .

''فرمان نبوی: ''اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔'' اہل سنت والجماعت کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، بلکہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے، پھر نکال لیے جائیں گے، بالآخر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

(شرح مسلم : 97/2)

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ، فَقَالَ: تُبَايِعُونِي عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَفَي مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

''ہم ایک مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ مجھ سے بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ شرک، زنا، چوری اور ناحق قتل نہ کریں گے، جس نے یہ عہد پورا کیا، اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو اس میں سے کسی جرم تک پہنچ گیا، پھر اسے اس کی (دنیا میں حد کی صورت میں) سزا دے دی گئی، تو وہ اس کا کفارہ بن جائے گی اور جس نے اس میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا، پھر اللہ نے اس کا جرم چھپالیا، تو معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے تو معاف کر دے گا اور چاہے تو اسے سزا دے۔''

(صحيح بخاري: 7213، صحيح مسلم: 1709)

❁ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ (۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلَالَتَانِ عَلٰى أَنَّ السَّارِقَ وَالزَّانِيَ وَمَنْ ذُكِرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ غَيْرُ خَارِجِينَ مِنَ الْإِيمَانِ بِأَسْرِهِ: إِحْدَاهُمَا

: قَوْلُهٗ : «فَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا، فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهٗ»، وَالْحُدُودُ لَا تَكُونُ كَفَّارَاتٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِينَ، أَلَا تَرٰى قَوْلَهٗ : «ومَن سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَمْرُهٗ إِلٰى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ»، فَإِذَا غَفَرَ لَهٗ أَدْخَلَهٗ الْجَنَّةَ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ الْبَالِغِينَ الْمُكَلَّفِينَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ» هُوَ نَظِيرُ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾، وَأَخْبَرَ أَنَّهٗ يَغْفِرُ مَا دُونَ الشِّرْكِ لِمَنْ يَشَاءُ يَعْنِي لِمَنْ أَتٰى مَا دُونَ الشِّرْكِ، فَلَقِيَ اللّٰهَ غَيْرَ تَائِبٍ مِنْهُ ...... وَلَا جَائِزَ أَنْ يَغْفِرَ لَهٗ وَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ إِلَّا وَهُوَ مُؤْمِنٌ .

’’اس حدیث میں دوطرح سے اس بات پر دلالت موجود ہے کہ چور اور زانی وغیرہ ایمان سے بالکل خارج نہیں ہوتے، ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو ان گناہوں میں سے کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا اور دنیا میں اسے سزا دے دی گئی، تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔‘‘ اور حدود تو صرف مومنوں کے لیے کفارہ بنتی ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جس کی اللہ ستر پوشی کر لے، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے تو ان کو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے۔‘‘ جب اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، تو جنت میں داخل کر دے گا اور اللہ تعالیٰ جنت میں بالغ اور مکلّف لوگوں میں سے صرف

مومنوں کو داخل کرتا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان: ''اگر چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب کرے۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے:
''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جسے چاہے جو چاہے معاف کر دے گا۔'' اس آیت میں اللہ نے خبر دی ہے کہ شرک کے علاوہ جو گناہ اللہ جسے چاہے گا معاف فرما دے گا۔ یعنی شرک کے علاوہ گناہ کیا اور اللہ کو بغیر توبہ کے ملا...... ایسا ممکن نہیں کہ وہ مومن نہ ہو اور اللہ اسے معاف فرما کر جنت میں داخل کر دے۔''

(تعظيم قدر الصّلاة : 616/2)

کئی قرآنی آیات، احادیث صحیحہ اور اجماع سلف سے یہی پتا چلتا ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اپنے ایمان کی وجہ سے مومن اور اپنے کبیرہ گناہ کی وجہ سے فاسق ہے اور آخرت میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فاسق کے بارے میں معتزلہ وخوارج کے اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ : إِنَّ أَهْلَ الْكَبَائِرِ يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ وَإِنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ لَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَهٰذَا مِنْ مَقَالَاتِ أَهْلِ الْبِدَعِ الَّتِي دَلَّ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَإِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ عَلٰى خِلَافِهَا .

''یہ (خوارج ومعتزلہ) کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان میں سے کوئی آگ سے نکل نہ پائے گا، یہ اہل

بدعت کی وہ باتیں ہیں، جن کے خلاف کتاب وسنت اور اجماع صحابہ وتابعین کے دلائل موجود ہیں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 670/7)

❀ ہشام بن حسان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾(النّساء : ٩٣) حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ، قَالَ : فَغَضِبَ مُحَمَّدٌ وَقَالَ : أَيْنَ أَنْتَ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ : ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النّساء : ٤٨) قُمْ عَنِّي، اخْرُجْ عَنِّي، قَالَ : فَأُخْرِجَ .

''ہم محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس تھے، ایک آدمی نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ (النّساء : ٩٣)''جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے، اس کی جزا ہمیشہ کے لیے جہنم ہے......۔''(وہ آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ابدی جہنمی ہے۔) آپ رحمہ اللہ سخت غصے ہوئے اور فرمایا: تجھے یہ آیت نظر نہیں آتی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾(النّساء : ٤٨)''بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جو چاہے گا جسے چاہے گا معاف کر دے گا۔'' پھر فرمایا: اٹھ جا میرے پاس سے، مجھ سے دور ہو۔ چنانچہ اسے باہر نکال دیا گیا۔''

(البَعث والنُّشور للبيهقي : 43، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مومن بھی آگ میں جائیں گے، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لَعَمْرُكَ وَاللّٰهِ إِنَّ حَشْوُهَا غَيْرُ الْمُؤْمِنِينَ .

''اللہ کی قسم! وہ اندر سے مومن نہیں ہوں گے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 50/11، الإيمان لابن أبي شيبة : 139، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حجاج بن ابی زینب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَرْجٰى عِنْدِي لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ قَوْلِهِ : ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا﴾(التوبة : ١٠٦)

''میرے خیال میں اس امت کے لیے اس آیت مبارکہ سے زیادہ پر امید کوئی آیت نہیں: ﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا﴾(التوبة : ١٠٦) ''وہ لوگ، جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا، نیک اور بد ملے جلے اعمال کیے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 548/13، وسندهٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنْ مَاتَ صَاحِبُ الْكَبِيرَةِ فَمَصِيرُهٗ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ فَإِنْ عَذَّبَهٗ فَبِجُرْمِهٖ وَإِنْ عَفَا عَنْهُ فَهُوَ أَهْلُ الْعَفْوِ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ وَإِنْ تَابَ قَبْلَ الْمَوْتِ وَقَبْلَ حُضُورِهٖ

وَمُعَايَنَتِهِ وَنَدِمَ وَاعْتَقَدَ أَنْ لَا يَعُودَ وَاسْتَغْفَرَ وَوَجِلَ كَانَ كَمَنْ لَمْ يُذْنِبْ وَبِهٰذَا كُلِّهِ الْآثَارُ الصِّحَاحُ عَنِ السَّلَفِ قَدْ جَاءَ تْ وَعَلَيْهِ جَمَاعَةُ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''اگر کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا (بغیر توبہ کیے) مر گیا، تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ چاہے تو اسے معاف کر دے، چاہے تو عذاب دے، اگر اسے عذاب دے گا، تو اس کے جرم کی وجہ سے دے گا اور اگر معاف کر دے، تو وہ عفو مغفرت والا ہے۔ اگر اس نے موت سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے سے پہلے توبہ کر لی اور اپنے گناہوں پر نادم ہوا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کیا، معافی مانگی اور ڈر گیا، تو ایسا ہو جائے گا کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ اس مکمل بحث پر سلف کے صحیح آثار وارد ہوئے ہیں، نیز اس پر علمائے مسلمین کا اجماع بھی ہے۔''

(التّمهيد : 49/4)